

جناب مولانا محمد شہاب الدین ندوی صاحب

آخری قسط نمبر ۴

انبیاء کا مشن اور علماء کی ذمہ داریاں اور عصر جدید میں رسالت محمدیؐ کا نیا اعجاز

۹۔ معجزہ رسولؐ اور ختم نبوت کے عقلی دلائل :- اس موقع پر ضمناً ایک اور بہت بڑی علمی حقیقت یہ بھی ثابت ہوتی ہے کہ معجزہ چونکہ دلیل رسالت ہوتا ہے اس لئے ہر نبی کیلئے معجزہ ضروری ہے اور جو شخص بغیر کسی معجزے کے دعوائے نبوت کرے تو وہ اپنے دعوے میں جھوٹا ہوگا اور معجزہ بھی ایسا ہونا چاہیے جو عصری علوم کا زور توڑنے والا ہو، جیسا کہ سنت الہی ہے۔ نیز اس کے ساتھ ساتھ دو اور چیزیں بھی ضروری ہیں: اول یہ کہ وہ صاحب کتاب بھی ہو اور دوم یہ کہ وہ کردار و کیر کڑ کے اعتبار سے بھی اعلیٰ مقام پر فائز ہو، تاکہ لوگ اسے ایک نمونہ اور آئیڈیل تصور کر کے اس کی اتباع کر سکیں۔ بس یہ عین خدائی اصول وہ معیار ہیں جو کسی کے دعوائے نبوت کو جانچنے کے لئے ضروری ہیں۔ چنانچہ ان اصولوں کا ذکر کہلام ربانی میں اس طرح آیا ہے:

”لقد ارسلنا رسلنا بالبینات وانزلنا معهم الكتاب والميزان ليقوم الناس بالقسط“

(یقیناً ہم نے اپنے رسولوں کو واضح نشانیاں (معجزات و دلائل) دے کر بھیجا اور ان کے ساتھ کتاب اور میزان بھی اتار دی، تاکہ لوگ اعتدال پر قائم رہیں)۔ (حدیدہ: ۲۵)۔ اس موقع پر ”کتاب“ کا تذکرہ بطور اسم جنس آیا ہے یعنی ”کتاب الہی“ ایک وحدت ہے جس کے مختلف حصے مختلف انبیائے کرام کو عطا کئے گئے ہیں۔ چنانچہ قرآن حکیم میں رسولوں کو کتاب دئے جانے کا جہاں مذکرہ آیا ہے وہاں پر کتاب کا لفظ صیغہ واحد میں مذکور ہے جیسا کہ یہ بات یہاں پر بھی موجود ہے اور میزان سے مراد خصوصیت کے ساتھ انبیاء کرام کی سیرت ہے جو میزان کا نمونہ ہوتی ہے۔ ان عینوں چیزوں کے ملاحظہ سے انسان راہ راست پر آتے ہیں۔ نیز انبیاء کرام کو جو کتاب عنایت کی جاتی ہے وہ نوع انسانی کے باہمی اختلافات کے درمیان فیصلہ کرنے والی ہوتی ہے جیسا کہ اس کی تفصیل اس بحث کے شروع میں (سورۃ بقرہ کی آیت نمبر ۲۱۳ کے تحت) گزر چکی ہے۔ لہذا ان خصوصیات کے بغیر جو بھی شخص حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویدار ہوگا وہ جھوٹا، کاذب

اور ڈھونگی ہوگا۔ یہ ختم نبوت کی عقلی و علمی دلیل ہے اور اس پر کسی لمبی چوڑی بحث کی ضرورت نہیں ہے۔ بلکہ اس سلسلے میں یہی ایک خدائی اور قرآنی معیار ہی کافی ہے۔ تو اب سوال یہ ہے کہ چودہ سو سالہ تاریخ میں کیا ایسا کوئی ”نبی“ مبعوث ہوا ہے جس نے یہ عینوں چیزیں پیش کی ہوں؟ تو ہم دیکھتے ہیں کہ ایسا کوئی نبی اب تک ظاہر نہیں ہو سکا ہے جو ان میں کوئی ایک شرط بھی پوری کر سکتا ہو۔ اور اس اعتبار سے یہ رسالت محمدیؐ کی حقانیت پر ایک تاریخی دلیل ہے، لیکن اسکے باوجود اگر کسی کو اپنے نبی ہونے کا زعم ہو تو ان عینوں اعتبار سے ثابت کرے کہ وہ اپنے دعوے میں سچا اور منجانب اللہ ہے: ”قل ہاتوا بھانکم ان کنتم صدقین“: کہہ دو کہ اگر تم اپنے دعوے میں صادق ہو تو اپنی دلیل پیش کرو۔ نیز اس سلسلے میں ایک مزید عقلی دلیل یہ بھی پیش نظر رہے کہ کوئی نیا نبی کوئی ”نیا معجزہ“ اسی وقت لے کر آسکتا ہے جب کہ سابقہ نبی کے معجزہ کا اثر زائل ہو چکا ہو۔ چنانچہ اس حیثیت سے بھی ہم دیکھتے ہیں کہ رسالت محمدیؐ کا معجزہ نہ صرف اب تک ”زندہ“ ہے بلکہ وہ پوری آب و تاب کے ساتھ افق عالم پر چمک بھی رہا ہے اور اپنی ضوئ فشانوں سے سارے جہاں کو منور کئے ہوئے ہے۔ اس اعتبار سے آج خود قرآن عظیم ”ختم نبوت“ کا ایک زبردست علمی ثبوت اور ایک لازوال علمی معجزہ ہے جو رسالت محمدیؐ کے دعوائے صحت پر مہر تصدیق ثبت کرتے ہوئے جھوٹے مدعیان نبوت کے چہروں پر ٹالک مل رہا ہے۔ غرض نبوت کے کسی بھی نئے دعویدار کو اول تو اپنا ”نشان نبوت“ پیش کرنا چاہیے جو قرآن عظیم کے مقابلے میں اس سے زیادہ زبردست اور حیرت انگیز ہو، اور پھر اسے یہ بھی ثابت کرنا چاہیے کہ قرآنی معجزہ کی ”افادیت“ ختم ہو چکی ہے۔ ظاہر ہے کہ ایسی کوئی چیز اب تک تو ظاہر ہو سکی ہے اور نہ قیامت تک ظاہر ہو سکتی ہے لہذا اس سلسلہ میں اب تک جو بھی دعوے کئے گئے ہیں وہ مسخرہ پن کی حد سے آگے نہیں بڑھ سکے ہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ قرآن عظیم ایک زندہ اور ابدی معجزہ ہے اور اس کی خیاباریاں ہمیشہ جاری رہیں گی اور اس کے علم کو سب سرنگوں نہیں کر سکے گا۔ وہ قیامت تک اپنے جلوے دکھاتا رہے گا۔ اس پر کسی کی فسوں کاری چل نہیں سکے گی۔ کیونکہ یہ رب العالمین کا کلام ہے جس نے پوری نوع انسانی اور نوع جنی کو یہ چیلنج دے رکھا ہے کہ سارے جہاں کی مخلوق مل کر بھی اس جیسا معجزانہ اور بے مثال کلام تصنیف نہیں کر سکتی۔ ”قل لئن اجتمعت الجن والانس علی ان یاتوا بمثل هذا القرآن لایاتون بمثله ولو کان بعضهم لبعض ظہیراً“ کہہ دو کہ اگر تمام جن اور انسان مل کر اس جیسا قرآن (تصنیف کر کے) لانا چاہیں تو وہ ایسا کلام نہیں لاسکتے، اگرچہ وہ سب ایک دوسرے کے مددگار بن جائیں۔ (بنی اسرائیل: ۸۸)۔ ظاہر ہے کہ جب تمام جن و انس مل کر بھی اس جیسا کلام مرتب نہیں

کر سکتے تو پھر کوئی اکیلا وکیلا شخص کیا خاک کر سکے گا۔ اور جب اس جیسا کلام پیش کرنا محال ہے تو اس سے بہتر کلام پیش کرنے کا کوئی تصور بھی نہیں ہو سکتا۔

۱۰۔ کتاب الہی کی جامعیت :- غرض معجزہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تجلیوں اور اس کی جلوہ سامانیوں کی کوئی حد اور انتہا نہیں ہے۔ اسی وجہ سے خود ایک حدیث میں قرآن عظیم کی بعض دیگر خصوصیات کے علاوہ خاص کر اس کی یہ خصوصیت بیان کی گئی ہے کہ قرآنی اسرار و عجائب کی کوئی انتہا نہیں ہو سکتی۔ ”فیہ نبأ ما قبلکم وخبر ما بعدکم۔ وحکم ما بینکم۔ هو الفصل لیس بالهزل۔۔۔ ولا تلتبس به الالسنۃ۔ ولا یشع منه العلماء۔ ولا یخلق عن كثرة الرء ولا تنقضی عجائبہ“ قرآن میں تمہارے دور سے پہلے کے بھی واقعات ہیں اور تمہارے کے ادوار کی خبریں بھی اور اس میں تمہارے آہل معاملات میں فیصلہ کرنے والی چیز بھی موجود ہے۔ وہ ایک قول فیصل ہے کوئی مذاق نہیں۔ انسانی زبانیں (زبان اور اسلوب کے اعتبار سے) اس سے میل نہیں کھاتیں۔ علماء اسکی تلاوت سے سیراب نہیں ہو سکتے۔ وہ کثرت تکرار کے باوجود پرانا نہیں ہو سکتا اور اس کے (علمی) عجائب کبھی ختم نہیں ہو سکتے۔ (۱) اور یہ تمام حقائق قرآن اور حدیث میں مکمل، مطابقت کا بھی بھرپور اور ایمان افروز نظارہ پیش کر رہے ہیں جو حدیث کا انکار کرنے والوں کے لئے ایک درس عبرت ہے اور اس اعتبار سے آج قرآن کے علمی اسرار و عجائب کو اجاگر کرنے کے ساتھ ساتھ قرآن اور حدیث کی مطابقت پر بھی کام کرنے اور علمی دنیا کی رہنمائی کرنے کی ضرورت ہے۔ غرض ان تمام حیثیتوں سے ضرورت ہے کہ علماء جدید تجرباتی علوم کا پوری ذمہ داری کے ساتھ مطالعہ کر کے اس سلسلے کے حقائق کو علی وجہ البصیرت سمجھنے کی کوشش کریں۔ کیونکہ ان علوم و مسائل کی عصر جدید کی ذہنیت کے مطابق نئے انداز میں تبلیغ دین کی بہت بڑی اہمیت ہے۔ لہذا آج ضرورت اس بات کی ہے کہ ان علوم کو عربی مدارس کے نصاب میں داخل کر کے ان کی باقاعدہ تعلیم دی جائے، تاکہ ان کے ذریعہ علماء میں روشن فکری پیدا ہو اور وہ عصر جدید کے علوم و مسائل سے ناواقف نہ رہیں۔ واقع یہ ہے کہ یہ علوم آج امت مسلمہ کیلئے ”اسلحہ“ کی حیثیت رکھتے ہیں، جن سے ”مسلم“ ہو کر آج ہم عصر جدید کے ہر چیلنج کا صحیح جواب دے سکتے ہیں، اور یہ علوم احیائے علم، احیائے دین اور احیاء ملت کے نقطہ نظر سے انتہائی اہم ہیں جن سے مزید غفلت برتنا دین ابدی کو نقصان پہنچانا ہے۔ اس بحث سے بخوبی ثابت ہو گیا کہ کتاب الہی مذکورہ بالا تمام اعتبارات سے محض

کتاب شریعت اور کتاب اخلاق ہی نہیں بلکہ وہ کتاب افکار و نظریات، کتاب ذکر و تذکرہ، کتاب اخبار، کتاب مسائل، کتاب محاکمہ، کتاب حقائق و اسرار، کتاب علم و حکمت، کتاب عجائب، کتاب علوم و معارف، کتاب فرقان، کتاب عقائد، کتاب توحید اور کتاب صفات باری بھی ہے۔ اور ان تمام اعتبارات سے مجموعی طور پر وہ ”کتاب ہدایت“ ہے۔ قرآن حکیم کی یہ تمام صفات و خصوصیات خود قرآن و حدیث سے ثابت شدہ ہیں، جن میں کسی قسم کا کلام نہیں ہو سکتا۔ غرض ان تمام علوم و مسائل میں اس کی ایک ایک آیت اور اس کا ایک ایک لفظ قابلِ حجت و استدلال ہے جس میں چٹان و چٹیں کی کوئی گنجائش نہیں ہو سکتی۔ واقعہ یہ ہے کہ یہ صحیفہ حکمت ہر اعتبار سے جامع اور ہر اعتبار سے ایک حیرت انگیز صحیفہ ہے جس میں کسی بھی قسم کا نقص یا عیب نہیں ہے بلکہ وہ ہر دور کی فکری و عقلی، تمدنی و معاشرتی اور اجتماعی ضرورتوں کے عین مطابق ہے۔ وہ دین و شریعت بھی ہے اور فکر و فلسفہ بھی بلکہ ان دونوں کی آمیزش کا ایک حسین و جمیل گلدستہ ہے مگر اس کا سب سے بڑا اعجاز یہ ہے کہ وہ ہر دور کی ذہنیت اور اسکی نفسیات کے عین مطابق اور اس کا ”نبض“ نظر آتا ہے اور اس کا یہ وصف کبھی زائل نہیں ہو سکتا، خواہ زمانہ کتنی ہی ترقی کیوں نہ کر جائے۔ ”ولقد جئناہم بکتاب فصلناہ علما علم ھدیٰ ورحمة لقوم یؤمنون“ اور ہم نے ان کے پاس ایک ایسی کتاب پہنچا دی ہے جس میں ہم نے (اپنے خصوصی) علم کی بنا پر (ہر چیز کا) مفصل بیان کر دیا ہے تاکہ وہ ایمان لانے والوں کے لئے ہدایت و رحمت کا باعث بن سکے۔ (اعراف: ۵۲)۔

”افخبر اللہ ابتغی حکماً وھوالذی انزل الیکم الکتب مفصلاً“ تو کیا میں اللہ کے سوا کسی اور کو حکم مان لوں، جب کہ اسی نے تمہارے پاس یہ کتاب تفصیل کے ساتھ بھیج دی ہے (جس میں ہر چیز کے بارے میں خدائی فیصلہ مذکور ہے)؟ (انعام: ۱۱۴) ”وکل شئی فصلنا تفصیلاً“ اور ہم نے ہر چیز کی تفصیل کر دی ہے۔ (اسراء: ۱۲) ”ونزلنا علیک الکتب تبیاناً لکل شئی وھدیٰ ورحمة وبشریٰ للمسلمین“ (اے محمد!) ہم نے یہ کتاب آپ پر اتاری ہے جو ہر چیز کی خوب وضاحت کرنے والی ہے اور وہ مسلمانوں کیلئے ہدایت، رحمت اور خوشخبری ہے (جو اسکے ابدی حقائق کے ملاحظہ سے سامنے آتے ہیں)۔ (نحل: ۸۹) ”یاایھاالناس قد جاء تکم موعظة من ربکم وشفاء لما فی الصدور۔ وھدیٰ ورحمة للمؤمنین“ (اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی جانب سے موعظت آپکی ہے جو دلوں کی بیماری کیلئے شفا ہے اور اہل ایمان کے لئے ہدایت و رحمت ہے)۔ (یونس: ۵۷) ”ھذا بیان للناس وھدیٰ وموعظة للمتقین“ (یہ لوگوں کیلئے ایک وضاحت نامہ ہے اور اللہ سے ڈرنے والوں کیلئے ہدایت اور موعظت)۔ (آل عمران: ۱۳۸)۔

”هو الذى ينزل على عبده آيات بينات ليخرجكم من الظلمات الى النور، وان الله بكم لرهوف رحيم“: (وہی ہے جو اپنے بندے پر واضح دلائل اتار رہا ہے تاکہ وہ تمہیں (ضلالت کی) تاریکیوں سے نکال کر (ایمان کی) روشنی میں لے آئے اور اللہ تم پر یقیناً بڑا مہربان اور رحم دل ہے) (حدید: ۹)۔ ان آیات کے ملاحظہ سے یہ بے غبار حقیقت پوری طرح روشنی میں آجاتی ہے کہ یہ کتاب عظیم صرف اہل اسلام ہی کیلئے نامہ ہدایت نہیں بلکہ وہ پوری نوع انسانی کیلئے بھی پیام ہدایت ہے۔ اسلئے اس میں ہر چیز اور ہر مسئلے کا واضح اور دو ٹوک بیان درج کر دیا گیا ہے۔ اس لحاظ سے قرآن اور نظام کائنات میں تطبیق کے باعث جو اسرار و معارف سامنے آتے ہیں ان کے ملاحظہ سے اہل سلام کے چہرے خوشی و مسرت سے کھل اٹھتے ہیں اور انکا ایمان تازہ ہو جاتا ہے۔ چنانچہ اس سلسلے کی ایک اور اہم آیت ملاحظہ ہو: ”هذا بلاغ للناس ولينذروا به وليعلموا انما هو اله واحد وليذكر لولوا الالباب“ (یہ قرآن لوگوں کیلئے ایک پیغام ہے اور (اس سے مقصود یہ بھی ہے کہ) اس کے ذریعہ انہیں ڈرایا جائے۔ نیز یہ کہ وہ (اچھی طرح) جان لیں کہ (اس کائنات میں) وہی ایک معبود ہے اور اہل دانش (قرآن کے بصیرت افروز مضامین پر) متنبہ ہو سکیں۔ (ابراہیم: ۲۵)

آیت کریمہ نہ صرف قرآن حکیم کے مقاصد پر بخوبی روشنی ڈال رہی ہے بلکہ وہ اہل اسلام (اہل دانش) کا منصب بھی بخوبی ظاہر کر رہی ہے۔ چنانچہ یہ کلام حکمت عالم بشری کے لئے عین حیثیتوں کا حامل ہے: (۱) وہ سارے جہاں کیلئے ایک پیغام ہے۔ (۲) اور اسکا مقصد تمام لوگوں کو خدا کی پکڑ سے ڈرانا ہے۔ (۳) یہاں تک کہ ان پر دلائل کی روشنی میں یہ حقیقت واضح ہو جائے کہ اس پوری کائنات میں ذات باری تعالیٰ ہی کی واحد ہستی جلوہ افروز ہے اور اس آیت کریمہ کا آخری فقرہ اس حقیقت کی غمازی کر رہا ہے کہ یہ کام اہل دانش کے ذمہ ہے کہ وہ قرآن عظیم کی روشنی میں یہ فریضہ انجام دیں اور اس کی تائید سورہ ص والی آیت بھی کر رہی ہے جس کا تذکرہ پچھلے صفحات میں گزر چکا ہے۔ (یہ بڑی بابرکت کتاب ہے جو ہم نے آپ کے پاس بھیجی ہے تاکہ لوگ اسکا آیات میں تدبر کریں اور دانش مندانہ آیات میں مذکور معانی پر متنبہ ہو سکیں)۔ اس اعتبار سے ”دانش مندوں“ پر لازم آتا ہے کہ وہ صحیفہ فطرت میں ”تفکر“ اور صحیفہ الہی میں ”تدبر“ کر کے ان دونوں میں تطبیق دیں جسکے نتیجے میں یہ ”غیب“ حاصل ہو سکتا ہے اور یہ کام اہل دانش (پختہ عقل والے) ہی انجام دے سکتے ہیں۔ کیونکہ یہ کئی عقل والوں یا معمولی لوگوں کا نہیں ہے۔

”هذا بصائر للناس وهدى ورحمة لقوم يوقنون“ یہ قرآن لوگوں کے لئے بصیرت ہے اور یقین کرنے والوں کیلئے ہدایت و رحمت“۔ (جاثیہ: ۲۰)